Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 04,
Jul – Sep 2023

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

عورتوں کی ذمہ داریوں سے متعلقہ احادیث وروایاتِ فقہاء کا مطالعہ

A study of hadiths and traditions of Fuqaha related to the responsibilities of women

Dr.Muhammad Abdullah
Asistant Professor, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore
Hafiz Usama Arshad
M.Phil Islamic Studies, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore

Version of Record
Received: 13-Jul-23 **Accepted**: 10-Aug-23
Online/Print: 27- Sep -2023

ABSTRACT

Allah has created both men and women to satisfy each other's needs, The responsibilities and rights related to both have been identified, however, men have been given a level of superiority over women, just as men are superior to women. Just as it is obligatory for a man to provide for a woman's bread and sustenance, in the same way, a woman is also required to obey her husband and enjoy her pleasure. This good society requires that the husband and wife should share their work together. If he is doing outdoor work, she should do indoor work. The conditions under which marriage is established include the obligations of the wife on the husband, such as obedience, carrying out household chores, and similarly the obligations of the husband on the wife, such as dowry, alimony, clothing, and good company. Rights are equal in performance, so husband and wife are required to behave in a well-known way, which includes not hurting anyone, and giving up their rights with each other's consent while he is willing to pay it.

Keywords: *Wife, Husband, Responsibilities, Islam*

تمہید

انسانی معاشرہ بنیادی طور پر مرد و عورت کی دو اہم اکائیوں پر مشتمل ہے، ایک کامیاب معاشرے کی تشکیل کیلئے یہ امر ناگزیر ہے کہ دونوں وحی کی پر نور تعلیمات کی روشنی میں اپنی اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کرتے ہوئے اپنے اپنے دائرہ کار کا تعین کریں، اس کی بدولت ہی ایک صحتمند معاشرہ کو فروغ دیا جاسکتا ہے اور زندگی کی گاڑی اسی طرح چلتی ہے کہ دونوں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں، اسلامی تعلیمات اس ضمن میں اصولی و فروعی ہر دو نوعیت کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں، لہذا مرد و زن دونوں کی پہلی مشترکہ ذمہ داری یہ ہے کہ ان کے آپس کے تعلقات کو اللہ تعالی نے کس بنیاد پر استوار کیا ہے اس بات کو سمجھیں، اس اصول و فلسفہ کو سمجھ کر ہی انسان اپنی ذمہ داریوں کو بلاتردد قبول کر سکتا ہے اور آجکل جو عام طور پر اپنی ذمہ داریوں پر سوال اٹھایا جاتا ہے، اسکی وجہ اسی اصولی تصور کے مفہوم میں تفہیم کی ضرورت ہے۔

فرائض زوجین

اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو الگ الگ ذمہ داریاں اور حقوق عطا کئے ہیں، البتہ مرد کو عورت پر ایک درجہ فضیلت دی ہے، جس طرح مرد پر عورت کا نان و نفقہ وغیرہ فرض کیا ہے، اسی طرح عورت پر شوہر کی فرماں برداری اور رضاجوئی بھی لازم کی ہے، اسی کے ساتھ دونوں پر حسن معاشرت بھی لازم ہے، اس حسن معاشرت کا تقاضہ ہے کہ زوجین اپنے کام مل بانٹ کر کے کیا کریں، اگرچہ عورت پر یہ سب کام فرض نہیں ہیں، پھر بھی اس کا اخلاقی فریضہ تو ہے ہی کہ جب شوہر باہر کے کام انجام دے رہا ہے، تو وہ گھر کے اندرونی کام کرے۔

ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی الشافعی کتاب یہ "روضۃ الطالبین" میں رقمطراز ہیں:

> "نکاح جن شرائط کے ساتھ مربوط ہوتا ہے اس میں بیوی کے شوہر پر فرائض ہیں جیسا کہ فرمانبرداری کرنا، گھریلو امور کو انجام دینا اور اسی طرح شوہر کے بیوی پر جو فرائض ہیں جیسا کہ مہر، نفقہ، لباس، اور حسن معاشرت جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "ان عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ دستور کے موافق ان پر مردوں کا حق ہے" اس سے مراد دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں برابر ہیں، اور ارشاد باری تعالیٰ ہے "ان سے دستور کے موافق حسن معاشرت کرو" لہذا شوہر اور بیوی پر معروف طریقہ سے حسن معاشرت لازم ہے،

جس میں کسی کو بھی تکلیف پہنچانا، اور ایک دوسرے کی رضامندی سے اس کے حق سے دستبردار ہونا جبکہ وہ اس کو بخوشی ادا کر رہا ہو، شامل ہے۔"

النِّكَاحُ مَنَاطُ حُقُوقِ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ، كَالطَّاعَةِ وَمُلَازَمَةِ الْمَسْكَنِ، وَحُقُوقُهَا عَلَيْهِ كَالْمَهْرِ وَالنَّفَقَةِ وَالْكِسْوَةِ وَالْمُعَاشَرَةِ بِالْمَعْرُوفِ قَالَ تَعَالَى {وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوف1 وَالْمُرَادُ تَمَاثُلُهُمَا فِي وُجُوبِ الْأَدَاءِ وَقَالَ تَعَالَى {وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ} 2 (فَعَلَى الزَّوْجَيْنِ الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ) وَتَحْصُلُ (بِكَفِّ الْأَذَى وَالتَّخَرُّجِ) بِمَعْنَى الْخُرُوجِ (عَنْ الْحَقِّ بِالرِّضَا) بِأَنْ يُؤَدِّيَهُ رَاضِيًا طَلْقَ الْوَجْهِ۔[3]

ترجمہ: "نکاح بیوی پر شوہر کے حقوق کا موضوع ہے جیسا کہ گھر کی اطاعت اور اس پر عمل کرنا اور اس پر اس کے حقوق اسی طرح ہیں جیسے اس کی توہین اور غیبت کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:{اور ان کے لیے وہی ہے جو ان پر احسان ہے} مراد یہ ہے کہ فرض ادا کرنے کے لحاظ سے دونوں ایک جیسے ہیں-اور: ک"اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو۔"

حق نگہبانی کو قبول کرنا

امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ریاض الصالحین میں ایک باب حق الزوج علی المراۃ قائم کیا ہے یعنی عورت پر شوہر کا حق، اس باب میں احادیث سے پہلے قرآن کریم کی یہ آیت ذکر کی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔[4]

ترجمہ:"مرد و عورتوں کے نگران ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ چنانچہ نیک عورتیں فرمان بردار ہوتی ہیں، مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اس کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔"

قرآن کریم میں یہ ایک اصولی بات بیان فرمادی، یہی وہ اصولی بات ہے جسکو صحیح طرح سے نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں، مرد عورتوں کے نگہبان ہیں، واضح رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے "قوام" کا لفظ استعمال کیا ہے، امیر، حاکم یا بادشاہ کا لفظ استعمال نہیں کیا ،"قوام" ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کسی کام کو کرنے کا یا اسکا انتظام کرنے کا ذمہ دار ہو، اور ذمہ دار ہونے کا معنی یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی

زندگی گزارنے کی پالیسی وہ طے کریگا، جیسے دوران سفر حدیث میں انتظامی غرض سے امیر متعین کرنے کا حکم دیا گیا ہے بالکل ایسے ہی زندگی کے سفر میں مرد کو امیر بنایا گیا ہے، لیکن اسکا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ وہ آقا ہے اور عورت کنیز ہے، بلکہ دونوں کے درمیان امیر و مامور کا رشتہ ہے اور اسلام میں امیر کا تصور یہ نہیں ہے کہ وہ تخت پر بیٹھ کر حکم چلائے بلکہ اسلام میں امیر کا تصور وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دیا ہے: سید القوم فی السفر خادمھا یعنی قوم کا سردار سفر میں انکا خادم ہوتا ہے، لہذا ان حیثیتوں کا ادراک مرد و عورت کی پہلی اولیں ذمہ داری ہے، اسکے بعد جزوی و فروعی ذمہ داریوں کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

حق نگہبانی کا دائرہ کار

وأن عليها طاعته وقبول أمره مالم تكن معصية--- قال عطاء وقتادة حافظات لما غاب عنه أزواجهن من ماله وما يجب من رعاية حاله وما يلزم من صيانة نفسها له۔[5]

ترجمہ:" اور یہ کہ وہ اس کی اطاعت کرے اور اس کے حکم کو قبول کرے جب تک کہ یہ نافرمانی نہ ہو----عطا اور قتادہ نے کہا کہ ان کے شوہروں کو اس کے پیسے میں کیا کمی ہوئی ہے اور اسے اس کی حالت کا خیال رکھنے کے لئے کیا ضرورت ہے اور اسے کس چیز کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ خود اس کے لیے۔

وحقه عليها أن تطيعه في كل مباح يأمرها به۔ وقال ابن عابدين تحت قوله"في كل مباح" ظاهره أنه عند الأمربه منه يكون واجبا عليها كأمر السلطان الرعية به۔[6]

ترجمہ:" اور اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر مباح کام میں اس کی اطاعت کرے۔ ابن عابدین نے اپنے قول "ہر مباح چیز میں" کے تحت کہا ہے کہ جب اس کا حکم ہو تو اس پر واجب ہے جیسا کہ سلطان نے رعایا کو حکم دیا تھا۔"

شوہر کے گھر سے باہر نکلنے کا اصول

شادی کے بعد عورت کے لیے اس کے شوہر کے گھر سے باہر نکلنے کے لیے اس کی اجازت کو بھی عورت کے فرائض میں شامل کیا گیا ہے، جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے: شوہر کے بیوی پر جو حقوق ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ وہ اسے گھر سے نکلنے سے روک سکتا ہے، ہاں وہ شوہر کی اجازت سے جا سکتی ہے، البتہ بعض ایسے مواقع کہ جن کا حق شوہر کے حق سے بڑھ کر ہے ان مواقع پر عورت از خود بھی جا سکتی ہے جیسا کہ حج کا فریضہ (اور بطور محرم اپنے ساتھ شوہر کے علاوہ بھی کسی محرم کو لے جا سکتی ہے) یا علاج معالجہ، یا والدین کی زیارت کے لیے اس تفصیل یعنی شرائط کے مطابق نکل سکتی ہے جو بعض مذاہب نے ذکر کی ہیں۔

مِنْ حُقُوقِ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ مَنْعُهَا مِنَ الْخُرُوجِ مِنْ مَنْزِلِهَا، وَعَلَى ذَلِكَ فَلاَ يَجُوزُ لَهَا الْخُرُوجُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ، وَيُسْتَثْنَى مِنْ ذَلِكَ الْخُرُوجُ لِحَقٍّ أَقْوَى مِنْ حَقِّهِ كَحَقِّ الشَّرْعِ (مِثْل حَجَّةِ الْفَرِيضَةِ) ، أَوْ لِلْعِلاَجِ، أَوْ لِزِيَارَةِ أَبَوَيْهَا عَلَى تَفْصِيلٍ فِي الْمَذَاهِبِ۔[7]

ترجمہ:"بیوی پر شوہر کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ اسے گھر سے نکلنے سے روکا جائے۔اس بناپر اس کے لیے اس کی اجازت کے بغیر باہر نکلنا جائز نہیں ہے اور اس سے مستثنیٰ ہے کہ کسی مضبوط حق کے لیے نکلے جیسا کہ شدید زخمی ہو۔جیسا کہ فرض حج)، یاعلاج کے لیے، یااپنے والدین سے ملاقات کرنا، جیسا کہ مختلف مذاہب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔"

گھریلوامور کی نگہبانی سے متعلق عورت کی ذمہ داری

معاشرے کے میں مرد وعورت کے باہم اختلاط سے جو پہلی صورت وجود میں آتی ہے وہ خاندانی نظام ہے، جس سے انسان کی زندگی دو جہتوں میں بٹ جاتی ہے، ایک گھریلو معاملات اور دوم بیرونی معاملات۔ اس حوالے سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جائزہ لیاجائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ گھریلواور دیگر امور سے متعلق مختلف ذمہ داریوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہاکے مابین اسی طرح تقسیم فرمایا کہ گھر کے باہر کے کام حضرت علی کے ذمہ اور اندرونی کام کھاناپکانا، پانی بھرنا صاف صفائی کرنا حضرت فاطمہ کے ذمے کئے تھے۔

حكم النبي - صلى الله عليه وسلم - بين علي بن أبي طالب وبين زوجته فاطمة-رضي الله عنها- حين اشتكيا إليه الخدمة، فحكم على "علي" بالخدمة الظاهرة، وحكم على "فاطمة" بالخدمة الباطنة-خدمة البيت - وقال ابن حبيب: الخدمة الباطنة: العجين، والطبخ والفرش، وكنس البيت واستقاء الماء وعمل البيت كله۔ وقال بعض شيوخي: لا نعرف فى شىء من الأخبار الثابتة أن النبى (صلى الله عليه وسلم) قضى على فاطمة بالخدمة الباطنة، و إنما كان نكاحهم على المتعارف بينهم من الإجمال وحسن العشرة، وأما أن تجبر المرأة على شىء من الخدمة، فليس لها أصل فى السنة، بل الإجماع منعقد على أن على الزوج مئونة الزوجة كلها.[8]

ترجمہ:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور ان کی اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہاکے مابین فیصلہ کیا جب انہوں نے آپ سے خدمت کے بارے میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "علی" کو ظاہری

خدمت کے ساتھ فیصلہ کیا، اور اس نے "فاطمہ" کو اندرونی خدمت–گھریلو خدمت کے ساتھ فیصلہ کیا–ابن حبیب نے کہا: خدمت البطینہ: آٹا، کھانا پکانا، برش کرنا، گھر میں جھاڑو لگانا، پانی نکالنا اور پورے گھر کا کام کرنا. ابن بطال شارح صحیح بخاری کہتے ہیں کہ میرے بعض شیوخ نے کہا کہ ہم ایسی کوئی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ نہیں جانتے کہ جس میں آپ نے فاطمہ کے لیے گھر کے اندرونی کاموں کا فیصلہ کیا ہو، بلکہ لوگوں کا نکاح باہم آپس میں شائستگی اور حسن معاشرت کے مطابق کیا جاتا ہے، جہاں تک عورت کو خدمت پر مجبور کرنا ہے اس بارے میں سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ اس پر اجماع ہے کہ عورت کے مشقت والے کام مرد کے ذمہ ہیں۔"

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارا کام عورت کے ذمے ڈال کر اس سے نوکرانی کی طرح کام لیا جائے، اور اس کا بالکل تعاون نہ کیا جائے؛ بلکہ اس سلسلے میں اللہ کے رسول ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

عن الأسود قال: سألت عائشة: ما كان النبي-صلى الله عليه وسلم- يصنع في بيته، قالت: كان في مهنة أبله؛ تعني خدمة أبله ۔[9]

ترجمہ: "اسود سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟، انہوں نے کہا: وہ اپنے گھر والوں کے پیشہ میں تھے؟ اس کا مطلب عوام کی خدمت کرنا ہے۔"

اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں اس کی خاندانی حیثیت کا بھی لحاظ کیا جائے، یعنی اگر وہ اپنے گھر میں گھر کے کام خود کرتی تھی تو اسے سسرال میں بھی انکار نہیں کرنا چاہئے، اور اگر اس کے گھر میں خادمائیں وغیرہ تھیں اور وہ گھر کے کام خود نہیں کرتی تھی، تو شوہر کو بھی دباؤ ڈال کر کام نہیں کروانا چاہئے، اور اس کو اس کی جانب سے تبرع اور احسان سمجھا جائے، فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے۔

امتنعت المرأة من الطحن والخبز، إن كانت ممن لاتخدم أوكان بها علة فعليه أن يأتيها بطعام مهيأ؛ وإلا فإن كانت ممن تخدم نفسها وتقدر على ذلك لايجب عليه ۔[10]

ترجمہ: "عورت نے پیسنے اور پکانے سے پرہیز کیا، اگر اسے پیش نہ کیا گیا ہو یا اسے کوئی بیماری ہو تو وہ اس کے لیے تیار شدہ کھانا لے کر آئے۔ ورنہ اگر وہ خود خدمت کرنے والی ہو اور اس پر قادر ہو تو اس پر واجب نہیں ہے۔"

فتاوی عالمگیری میں ہے:

وإن قالت: لا أطبخ، ولا أخبز قال في الكتاب: لا تجبر على الطبخ والخبز، وعلى الزوج أن يأتيها بطعام مهيإ أو يأتيها بمن يكفيها عمل الطبخ والخبز---------قالوا: إن هذه الأعمال واجبة عليها ديانة، وإن كان لا يجبرها القاضي كذا في البحر الرائق۔[11]

ترجمہ:" اور اگر اس نے کہا: میں نہ پکاتی ہوں اور نہ سینکتی ہوں، تو اس نے کتاب میں کہا ہے: اسے کھانا پکانے اور پکانے پر مجبور نہیں کیا جاتا، اور شوہر اس کے لیے تیار شدہ کھانا لے کر آئے یا اس کے لیے کوئی ایسا شخص لائے جو پکانے اور پکانے کے لیے کافی ہو۔ جج اسے صاف سمندر میں ایسا کرنے پر مجبور نہیں کرے گا۔"

عورت کی ذمہ داری بحیثیت نگہبان ہے، جیسا کہ امام بیہقی نے روایت نقل کی:

" وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، "[12]

ترجمہ:"عورت شوہر کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اور ان کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔"

شوہر کی خدمت کی ذمہ داری

اسلام نے جہاں عورت کی ضروریات مرد کے ذریعے پوری فرمائیں وہاں عورت کی ذمہ داری بھی لگائی گئی کہ وہ بھی اپنے محسن کی خیر خواہی کا خیال رکھے، اور اس پر اجر و ثواب کی بھی ملے گا، اگرچہ بہت سی ایسی روایات ہیں کہ جن کی سند ضعیف ہے لیکن مجموعی طور پر ان کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے سے استدلال کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ درج ذیل کچھ روایات ہیں، اگرچہ یہ سند اکمزور ہیں لیکن اہل علم نے ان سے استدلال کیا ہے۔

عن سعيد بن المسيب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما امرأةٍ أحنثت زوجها في يمينه أحبط لها سبعون صلاةً! و أيما امرأةٍ لم تشكر لزوجها لم ينظر الله إليها يوم القيامة۔[13]

ترجمہ:"سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر کی قسم کو توڑ دے اس کی ستر نمازیں فاسد ہو جائیں گی! اور کوئی عورت جو یہ نہ کرے) اپنے شوہر کا شکریہ ادا کرو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔"

وعن الأعمش قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم معاذ بن جبلٍ إلى اليمن. فلما قدم قال: يا رسول الله -صلى الله عليك! - إني رأيت أهل الكتاب يسجدون لأساقفتهم وبطارقتهم!

أفلا أسجد لك؟ فقال: لو كنت آمر بشراً أن يسجد لبشرٍ لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها! ولا تؤدي المرأة حق زوجها عليها كله حتى لو سألها نفسها وهي على قتبٍ أعطته نفسها.
قال الأعمش: فذكرت ذلك لإبراهيم النخعي فقال: كانوا يقولون: لو أن المرأة لحست أنف زوجها من جذام حتى يموت ما أدت حقه.[14]

ترجمہ:" اعمش سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:((رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن بھیجا، جب وہ آئے تو کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اہل کتاب کو اپنے بشپ اور اپنے بزرگوں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، کیا میں تمہیں سجدہ نہ کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی انسان کو حکم دیتا کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ سجدہ کرے۔ اپنے شوہر کو سجدہ کرو! اور عورت اپنے شوہر کے تمام حقوق اس پر پورا نہیں کرتی، چاہے وہ اس سے اپنے آپ سے سوال کرے جب کہ وہ پیدل پر تھی جو اس نے خود دی تھی۔" الاعمش نے کہا:((میں نے اس کا ذکر ابراہیم النخعی سے کیا، تو انہوں نے کہا: وہ کہتے تھے: اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی کوڑھ کی ناک چاٹتی رہے یہاں تک کہ وہ مر جائے تو وہ اس کا حق ادا نہیں کرتی۔"

وعن معاذ بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا يحل لامرأةٍ أن تأذن في بيت زوجها وهو كارهٌ، ولا تضيف فيه أحداً، ولا تحسن فيه ولا تعتزل فراشه، ولا تصارمه وإن كان هو أظلم منها. وينبغي لها أن تأتيه حتى ترضيه. فإن هو قبل منها قبل الله منها و أفلح حجتها ولا إثم عليها. وإن أبى زوجها أن يقبل منها فقد بلغت إليه عذرها[15]

ترجمہ:"اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں اس وقت اجازت دے جب وہ اسے ناپسند کرے اور اس میں کسی کو شامل نہ کرے۔ یا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اس کے بستر سے نہ ہٹو اور اس کے ساتھ سختی نہ کرو خواہ وہ اس سے زیادہ سیاہ ہی کیوں نہ ہو اور وہ اس کے پاس آئے جب تک کہ وہ اسے راضی نہ کرلے اگر وہ اسے قبول کرلے تو خدا اسے اس سے قبول کرتا ہے۔ اور وہ اس کی دلیل میں کامیاب ہو گیا اور اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر اس کا شوہر اسے اس کی طرف سے قبول کرنے سے انکار کر دے تو اس کا عذر اس تک پہنچ گیا۔"

شوہر کی خدمت پر اجر وثواب سے متعلق روایات

و أيما امرأةٍ قبلت رأس زوجها ومشطت رأسه ولحيته كتب الله لها بعدد كل شعرةٍ حسنةً، وغرس لها بكل شعرةٍ نخلةً في الجنة[16]

ترجمہ:"اور جو عورت اپنے شوہر کا سر چومے اور سر اور داڑھی میں کنگھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر اچھے بالوں کی تعداد لکھے گا اور اس کے لیے ہر بال کے بدلے ایک کھجور لگائے گا۔"

و أيما امرأةٍ دهنت رأس زوجها وأخذت من شاربه سقاها الله من أنهار الجنة وهون عليها سكرات الموت، وكتب لها براءةً من النار، وجوازاً على الصراط، وأعطاها ثواب عمل ستين عاماً!

و أيما امرأةٍ أخذت من ظفر زوجها وجدت قبرها روضةً من رياض الجنة، وفتح الله لها باباً إلى الجنة، وكتب لها بكل ظفرةٍ مائة حسنةٍ، ورفع لها مائة درجةٍ في الجنة[17]

ترجمہ:" اور جو عورت اپنے شوہر کے سر پر رنگ کرے گی اور اس کی مونچھیں نکالے گی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی نہروں سے پانی پلائے گا اور اس کے لیے موت کی اذیت کو کم کرے گا اور اس کے لیے آگ سے بے گناہی لکھے گا اور راستے پر چلنے کی اجازت دے گا۔ اور اسے ساٹھ سال کی محنت کا صلہ دے!))(اور جو عورت اپنے شوہر کے ناخن سے نکالی گئی ہو وہ اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے، اور اس کے لیے ہر ایک کیل کے بدلے سو نیکیاں لکھتا ہے، اور اس کو ایک اٹھاتا ہے۔ جنت میں سو درجے!"

و أيما امرأةٍ ناولت زوجها شربةً من ماءٍ فكأنما أعتقت رقبةً وسقاها الله من الكوثر سبعين شربةً قبل أن تدخل الجنة، وألبسها حلةً من حلل الجنة

و أيما امرأةٍ وضعت مائدةً بين يدي زوجها كتب الله لها بذلك عبادة سنةٍ، وكتب لها بكل رغيفٍ وضعته بين يدي زوجها عشر حسناتٍ، ورفع لها عشر درجاتٍ، ووضع على رأسها [تاجاً] من نورٍ [مكلل] بالدر والياقوت .[18]

ترجمہ:" اور جس عورت نے اپنے شوہر کو پانی پلایا، گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے سے پہلے اسے کوثر کے ستر پیے پلائے اور اسے جنت کا لباس پہنایا۔ اور جو عورت اپنے شوہر کے سامنے دستر خوان بچھاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے ساتھ ایک سال کی عبادت لکھتا ہے، اور ہر روٹی کے بدلے میں اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے۔، اور اس کے سر پر موتیوں اور یاقوت کے ساتھ روشنی کا[تاج]رکھتا ہے۔

و أيما امرأةٍ غسلت ثياب زوجها أعطاها الله ثواب ستين شهيداً ولا تقوم من مقامها إلا مغفورٌ لها جميع ذنوبها۔و أيما امرأةٍ طبخت لزوجها قدراً حرم الله عليها النار۔و أيما امرأةٍ خبزت لزوجها لا تصيبها شدةٌ يوم القيامة ومرت على الصراط كالبرق الخاطف!.[19]

ترجمہ:" اور جو عورت اپنے شوہر کے کپڑے دھوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ساٹھ شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا اور وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گی سوائے اس کے کہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں۔ اور جو عورت اپنے شوہر کے لیے برتن پکائے، اللہ اس پر آگ حرام کر دے گا!۔ اور جو عورت اپنے شوہر کے لیے کھانا پکاتی ہے اسے قیامت کے دن کوئی تکلیف نہیں ہو گی اور وہ سیرت پر بجلی کی چمک کی طرح گزرے گی!"

و أيما امرأةٍ رضي عنها زوجها رضي الله عنها وأدخلها الجنة بغير حسابٍ! و أيما امرأةٍ نامت وزجها راضٍ عنها أعطاها الله من الثواب مثل ما أعطى أيوب -عليه السلام! - على بلائه! وللزوجة فضلٌ على الحور العين كفضل محمد صلى الله عليه وسلم على جميع الخلائق.[20]

ترجمہ:" اور جس عورت کا شوہر اس سے راضی ہو، خدا اس سے راضی ہو اور اسے بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دے! اور جو عورت سوتی ہے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی ایسا ہی اجر دے گا جو ایوب علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔—اس کی پلیٹ پر! بیوی کو حور العین پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر ہے۔"

و أيما امرأةٍ نوت صيام تطوعٍ من ليلها ثم أمرها زوجها أن تفطر ثم أفطرت كتب الله لها أجر الصوم، وأجر الطاعة لزوجها. وإن حلفت: إني صائمةٌ! لم تأثم على ذلك!)) .((والمتزوجة لها

الشفاعة يوم القيامة كشفاعة النبيين۔ طوبى لامرأةٍ رضي عنها زوجها تقوم وتقعد، والأرض تستغفر، والملائكة يكتبون لها الحسنات، والرب عنها راضٍ، وتدخل الجنة بغير حسابٍ۔[21]

ترجمہ:"اور جس عورت نے رات کو نفلی روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تو اس کے شوہر نے اسے روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور پھر روزہ توڑ دیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے روزے کا ثواب اور شوہر کی اطاعت کا ثواب لکھتا ہے۔ اور اگر آپ قسم کھائیں: میں روزے سے ہوں! آپ نے اس کے لیے گناہ نہیں کیا ہے!۔ شادی شدہ عورت کو قیامت کے دن انبیاء کی شفاعت کی طرح شفاعت ملے گی۔ مبارک ہے وہ عورت جس سے اس کا شوہر راضی ہوتا ہے، وہ اٹھتی اور بیٹھتی ہے اور زمین استغفار کرتی ہے، اور فرشتے اس کے لیے نیکیاں لکھتے ہیں، اور رب اس سے راضی ہوتا ہے، اور وہ جنت میں داخل ہو جاتی ہے، بغیر اس کے کہ اس کے پاس لایا جائے گا۔ کھاتہ!"

عورت کی ذمہ داری بحیثیت ماں

رضاعت کی ذمہ داری

فرمانبرداری کرنا، گھریلو امور کو انجام دینا عورت پر حقوق زوج کے حوالے سے بالاتفاق رضاعت کا فریضہ لازم ہے، البتہ گھر کی خدمت کے فریضہ کے حوالے سے اختلاف ہے کہ بعض کے نزدیک علی الاطلاق واجب ہے، اور بعض نے نزدیک اس کے برعکس ہے، اور بعض نے رضاعت کا عمل ادنیٰ درجہ کی عورت پر تو واجب کہا ہے البتہ معزز خاندان والی پر واجب نہیں کہا سوائے اس صورت کے کہ وہ بچہ اس کے سوا کسی دوسری عورت سے دودھ پینے کو قبول نہ کر رہا ہو، یہ امام مالک کا مشہور قول ہے۔:

حُقُوقُ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ: بِالرَّضَاعِ وَخِدْمَةِ الْبَيْتِ عَلَى اخْتِلَافٍ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ، وَذَلِكَ أَنَّ قَوْمًا أَوْجَبُوا عَلَيْهَا الرَّضَاعَ عَلَى الْإِطْلَاقِ، وَقَوْمٌ لَمْ يُوجِبُوا ذَلِكَ عَلَيْهَا بِإِطْلَاقٍ. وَقَوْمٌ أَوْجَبُوا ذَلِكَ عَلَى الدَّنِيئَةِ، وَلَمْ يُوجِبُوا ذَلِكَ عَلَى الشَّرِيفَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الطِّفْلُ لَا يَقْبَلُ إِلَّا ثَدْيَهَا، وَهُوَ مَشْهُورُ قَوْلِ مَالِكٍ.[22]

ترجمہ:"شوہر پر بیوی کے حقوق: دودھ پلانا اور گھر کی خدمت کرنا اس میں ان کے درمیان اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں پر ایسا کرنا واجب ہے۔ اور بعض لوگوں نے اسے حقیر پر واجب کر دیا اور معززین پر اس کو لازم نہیں کیا، سوائے اس کے کہ بچے کے پاس اس کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔"

حضانت کی ذمہ داری

حضانت یعنی 'پرورش کا حق' سے مراد بچے کی پرورش کرنا، گود میں لینا، سینے سے لگانا وغیرہ ہے، جبکہ حضانت کے لغوی معنی تربیت کے ہیں۔ شرعی اِصطلاح میں ماں یا کسی شرعی مستحق کے چھوٹے بچے کی پرورش کرنے کو حضانت کہتے ہیں یعنی بچے کی تربیت اور اس کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے اس کی نگرانی حضانت کہلاتی ہے۔

تمام رشتوں میں سب سے زیادہ حقِ حضانت ماں کو حاصل ہے خواہ وہ عورت زوجیت میں ہو یا طلاق یافتہ ہو کیونکہ زوجین میں علیحدگی ہو جانے کی صورت میں بھی بچے کی پرورش کا حق ماں ہی کو ہے۔ ماں کو بچہ کی پرورش کا حق حاصل ہونے کے بارے میں قرآن حکیم میں کوئی آیت ظاہر نص کے طور پر تو موجود نہیں مگر اِقتضاءالنص کے طور پر فقہاء کرام کے نزدیک یہ آیتِ رضاعت ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ.[23]

ترجمہ: "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیے۔"

اس سے ثابت کیا ہے کہ صغر سنی میں بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔ فقہاء کرام نے مذکورہ آیت مبارکہ کے ساتھ ساتھ درج ذیل احادیث سے بھی استدلال کیا ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے بچے کی حضانت کا حق اس کی ماں کو عطا کیا ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ ابْنِي هٰذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وِعَاءً، وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً، وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً، وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي وَأَرَادَ أَنْ يَنْتَزِعَهُ مِنِّي. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي.[24]

ترجمہ: "ایک عورت عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے۔ میرا پیٹ اِس کا برتن تھا، میری چھاتی اس کا مشکیزہ تھی اور میری گود اس کی رہائش گاہ تھی۔ اِس کے والد نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اَب وہ اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون سے فرمایا: تم اس بچے کی زیادہ حق دار ہو جب تک تم (کسی اور سے) نکاح نہ کر لو۔"

امام برھان الدین مرغینانیؒ کہتے ہیں:

لِأَنَّ الْأُمَّ أَشْفَقُ وَ أَقْدَرُ عَلَى الْحَضَانَةِ فَكَانَ الدَّفْعُ إِلَيْهَا أَنْظَرَ، وَإِلَيْهِ أَشَارَ الصِّدِّيْقُ رضی الله عنه بِقَوْلِهِ: رِيْقُهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ شَهْدٍ وَعَسَلٍ عِنْدَکَ يَا عُمَرُ.[25]

ترجمہ: "اس لیے کہ ماں بچے کے حق میں سب سے زیادہ شفیق ہوتی ہے اور نگرانی اور حفاظت پر مرد کی نسبت زیادہ قدرت رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے بچے کو ماں کے سپرد کرنا زیادہ مفید ہے۔ اسی شفقت کی طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ اے عمر! بچے کی ماں کا لعابِ دہن بچے کے حق میں تمہارے شہد سے بھی زیادہ شیریں ہو گا۔"

امام شافعی فرماتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ لَا يَعْقِلُ كَانَتِ الْأُمُّ أَوْلٰى بِهٖ عَلٰى أَنَّ ذٰلِکَ حَقٌّ لِلْوَلَدِ لَا لِأَبَوَيْنِ، لِأَنَّ الْأُمَّ أَحْنٰى عَلَيْهِ وَأَرَقُّ مِنَ الْأَبِّ.[26]

ترجمہ: "پس جب بچہ ناسمجھ ہو تو ماں اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے اس لیے کہ یہ بچے کا حق ہے، والدین کا نہیں۔ کیونکہ والدہ بچے کے حق میں باپ کی نسبت زیادہ نرم دل اور رقیق ہوتی ہے (لہٰذا ماں بچے کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے۔"

مالکی فقیہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

الْأُمُّ أَحَقُّ بِكَفَالَةِ الطِّفْلِ وَالْمُعْتُوهِ إِذَا طَلُقَتْ ... وَلِأَنَّهَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ وَلَا يُشَارِكُهَا فِي الْقُرْبِ إِلَّا أَبُوْهُ، وَلَيْسَ لَهُ مِثْلُ شَفَقَتِهَا، وَلَا يَتَوَلَّى الْحَضَانَةَ بِنَفْسِهٖ، وَإِنَّمَا يَدْفَعُهُ إِلَى امْرَأَتِهٖ وَأُمُّهُ أَوْلٰى بِهٖ مِنِ امْرَأَةِ أَبِيْهِ.[27]

ترجمہ: "بچے اور عدیم العقل کی پرورش کی ماں زیادہ حق دار ہوتی ہے جبکہ اُسے طلاق دے دی گئی ہو... کیونکہ بچے سے زیادہ قریب اور زیادہ شفقت رکھنے والی ماں ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ اس قرب و شفقت میں باپ کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں ہو سکتا مگر اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ باپ بھی ماں جیسی شفقت نہیں دے سکتا کیونکہ بذاتِ خود بچے کی حضانت (یعنی حفاظت و نگہداشت) نہیں کیا کرتا، وہ یہ کام اپنی بیوی کے سپرد کر دیتا ہے۔ اسی طرح نانی، دادی کی نسبت شفقت دینے میں بہتر ثابت ہوتی ہے۔"

ابن قدامہ مزید لکھتے ہیں:

وَالْحَضَانَةُ إِنَّمَا تَثْبُتُ لِحَظِّ الْوَلَدِ، فَلَا تُشْرَعُ عَلٰى وَجْهٍ يَكُوْنُ فِيْهِ هَلَاكُهٗ وَهَلَاكُ دِيْنِهٖ.[28]

ترجمہ: "اور حضانت بچے کی فلاح و بہبود کے پیش نظر مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ کسی ایسے طریقے پر درست نہ ہو گی جس سے بچے کی ذات اور دین کے ضائع ہونے (یا اُنہیں نقصان پہنچنے) کا اندیشہ ہو۔"

حنفی فقیہ ابن ہمام بیان کرتے ہیں:

ولا تجبر عليه أي على أخذ الولد اذا أبت أولم تطلب الا أن لا يكون لاولد ذو رحم محرم سوى الام على خضانته كيلا يغوث حق الولد أصلا.[29]

ترجمہ: "اگر ماں بچہ لینے سے انکار کر دے یا مطالبہ نہ کرے تو اس پر جبر نہیں ہو گا۔ ہاں اگر بچے کا ماں کے سوا کوئی ذی رحم محرم نہیں، تو اس وقت ماں کو بچے کی پرورش پر مجبور کیا جائے گا تا کہ بچے کا حق بالکل ختم نہ ہو۔"

بچوں کی پرورش کی ذمّہ داری

بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ماں کے لیے ہے اور وہ اس وقت تک اسے اپنے پاس رکھ سکتی ہے جب تک کہ بچے کو کھانے، پینے اور رفع حاجت کے لیے ماں کی ضرورت پڑے اور اس کی مدت لڑکے کے لیے سات برس اور بچی کے لیے نو برس ہے یا حیض آنے تک۔ اگر خدانخواستہ ماں مرتد ہو جائے یا بد کردار ہو، جس سے بچہ کی حفاظت ممکن نہ رہے تو اس صورت میں والدہ کا حقِ پرورش باطل نہ ہو۔

بچوں کی پرورش کا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔ باپ کی وفات کی صورت میں اگر بچوں کا مال موجود ہے تو اس میں سے خرچ کیا جائے گا اور اگر مال موجود نہیں یعنی باپ نے وراثت میں کچھ نہیں چھوڑا تو ذمہ داری ماں پر ہو گی۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ نفقہ ہے اس کے ذمہ پرورش کا خرچ بھی ہے اور لڑکے کے لیے سات سال اور لڑکی کے لیے بلوغت تک خرچ دیا جائے گا۔ اولاد میں خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں باپ پر ان کے نفقہ کی ذمہ داری درج ذیل صورتوں میں عائد ہوتی ہے:

1۔ بیٹا محتاج ہو جس کا کوئی مال نہ ہو۔

2۔ عمرِ بلوغ کو نہ پہنچا ہو۔

3۔ اگر بالغ ہے اور کسی ایسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہے جو اُسے روزی کمانے سے مانع ہو تو اُسے لازم ہے کہ کمائے اور اپنے اوپر خرچ کرے۔ بصورتِ دیگر اس کا نفقہ باپ کے ذمہ رہے گا۔

4۔ علاوہ ازیں اگر بیٹا تعلیم حاصل کر رہا ہے تو اس صورت میں اس کا نفقہ باپ پر واجب ہو گا اگرچہ لڑکا بالغ ہو گیا ہو۔

5۔بیٹی خواہ نابالغ ہے یا بالغ اس کا نفقہ باپ پر واجب ہے۔

6۔بیٹی اگر محتاج ہے تو نفقہ باپ پر واجب ہو گا، لیکن اگر مال کی مالک ہے تو اس کے مال سے اس پر خرچ کرنا واجب ہے۔

مطلقہ عورت کے بچوں کی پرورش

جواب: مطلقہ عورت کے بچوں کی پرورش ماں کے ذمہ ہے جب کہ نفقہ کی ذمہ داری باپ کی ہے۔

طلاق کے بعد بچہ یا بچی ماں کے پاس اُس وقت تک رہ سکتے ہیں جب تک وہ بچوں کے کسی نامحرم سے نکاح نہ کرے۔30

باپ فوت ہو جانے کی صورت میں

جواب: باپ فوت ہو جانے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے۔ماں کو دوسرے اقرباء سے زیادہ حق دار قرار دیا گیا ہے۔ نیز اولاد کی کفالت اس وقت تک ہے جب تک وہ خود محنت کر کے کما نہ سکیں۔

ماں کے بعد بچوں کی پرورش کا حق

ماں کے بعد بچوں کی پرورش کا حق نانی کو ہے۔ حضرت مسروق سے مروی ہے:

إِنَّ عُمَرَرضی الله عنه طَلَّقَ أُمَّ عَاصِمٍ فَكَانَ فِي حِجْرِ جَدَّتِهٖ، فَخَاصَمَتْهُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍرضی الله عنه فَقَضٰى أَنْ يَكُوْنَ الْوَلَدُ مَعَ جَدَّتِهٖ، وَالنَّفَقَةُ عَلٰى عُمَرَرضی الله عنه، وَقَالَ: هِيَ أَحَقُّ بِهٖ.[31]

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری عورت اُم عاصم کو طلاق دی جبکہ عاصم اپنی نانی کے زیرِ پرورش تھا۔اُس کی نانی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا تو انہوں نے فیصلہ دیا کہ لڑکا اپنی نانی کے پاس رہے گا اور عمر کو اس کے لیے نفقہ دینا ہو گا۔اور کہا: یہ نانی اس بچہ کی (پرورش کرنے کی) زیادہ حق دار ہے۔"

اگر نانی نہیں ہے تو نانی کی ماں کو اور اگر نانی کی ماں بھی نہیں تو پھر دادی کو بچوں کی پرورش کا حق حاصل ہے۔

نانی اور دادی کے بعد پرورش کا حق

نانی اور دادی کے بعد پرورش کا حق ماں کی سگی بہن، پھر اخیافی (ماں شریکی) بہن، پھر سوتیلی بہن اور پھر حقیقی بہن کی بیٹی کو ہے۔جب حضور نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے بعد نکلے تو حضرت حمزہ کی بیٹی نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا اور آواز دی: اے چچا! اے چچا! پس حضرت

علی رضی اللہ عنہ نے اس بچی کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اپنے چچا کی بیٹی کو لو۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اُسے اُٹھالیا۔ اس بارے میں حضرت زید، علی اور جعفر رضی اللہ عنہم کے مابین تنازعہ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے لے لیا ہے کیونکہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے جبکہ حضرت زید نے کہا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا: **اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ**[32] ترجمہ: "خالہ ماں کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔" اس لحاظ سے خالہ بھی پرورش کا حق رکھتی ہے۔

خلاصہ بحث

اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کی ضروریات کی تسکین کے لیے پیدا فرمایا، اور دونوں سے متعلق ذمہ داریاں اور حقوق کی تعیین نشاندہی کی گئی، البتہ مرد کو عورت پر ایک درجہ فضیلت دی ہے، جس طرح مرد پر عورت کا نان ونفقہ وغیرہ فرض کیا ہے، اسی طرح عورت پر شوہر کی فرماں برداری اور رضاجوئی بھی لازم کی ہے، اسی کے ساتھ دونوں پر حسن معاشرت بھی لازم ہے، اس حسن معاشرت کا تقاضہ ہے کہ زوجین اپنے کام مل بانٹ کر کے کیا کریں، اگرچہ عورت پر یہ سب کام فرض نہیں ہیں، پھر بھی اس کا اخلاقی فریضہ تو ہے ہی کہ جب شوہر باہر کے کام انجام دے رہا ہے، تو عورت گھر کے اندرونی کام کرے۔ نکاح جن شرائط کے ساتھ مربوط ہوتا ہے اس میں بیوی کے شوہر پر فرائض ہیں جیسا کہ فرمانبرداری کرنا، گھریلو امور کو انجام دینا اور اسی طرح شوہر کے بیوی پر جو فرائض ہیں جیسا کہ مہر، نفقہ، لباس، اور حسن معاشرت یعنی دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں برابر ہیں، لہٰذا شوہر اور بیوی پر معروف طریقہ سے حسن معاشرت لازم ہے، جس میں کسی کو بھی تکلیف پہنچانا، اور ایک دوسرے کی رضامندی سے اس کے حق سے دستبردار ہونا جبکہ وہ اس کو بخوشی ادا کر رہا ہو، شامل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] البقرۃ:228:2

Al-Baqarah 2:228

[2] النساء:19:4

Al-Nisā': 4:19

[3] النووی، یحیی بن شرف، أبو زکریا محیي الدین (المتوفی: 676ھ)، **روضة الطالبین وعمدة المفتین**،تحقیق: زهیر الشاویش، (بیروت-دمشق- عمان المکتب الإسلامي،الطبعة: الثالثة، 1412ھ)344/7۔

al-Nawawī, Yaḥyā bin Sharaf, Abu Zakaria Muhyiddin (deceased: 676 AH), *Rawḍat al-Ṭalibīn wa Umdat al-Muftiyyīn,* edited by: Zuhair al-Shāwish, Islamic Office,(Beirut-Damascus-Amman, third edition, 1412 AH) 7/344.

زکریا بن محمد بن زکریا الأنصاري، زین الدین أبو یحیی السنیکي (المتوفی: 926ھ)، **أسنی المطالب في شرح روض الطالب** (بیروت،دار الکتاب الإسلامي، ط۔ س۔ن۔)223/3-

Zakaria bin Muḥammad bin Zakaria Al-Anṣārī, Zain al-Din Abu Yaḥyā al-Sunīkī (died: 926 AH), *Asnā al-Maṭālib fi Sharḥ Rawḍat al- Ṭalibīn,* (Beirut, Dār al-Kitāb al-Islami,ed) 3/ 223

[4] النساء4:34

Al-Nisā 4:34

[5] الجصاص، **أحکام القرآن للجصاص**،188/2۔

Al-Jaṣṣās, *Aḥkām Al-Qur'ān by Al- Jaṣṣās,* 2/188.

[6] ابن عابدین، **ردالمحتارمع الدرالمختار**،388/4۔

Ibn Ābidīn, *Raad al-Muḥtār with al-Dur al-Mukhtār,* 4/388.

[7] **الموسوعة الفقهية الكويتية**، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت،..الأجزاء 1 - 23: الطبعة الثانية،(الكويت , دارالسلاسل –الطبعة: من 1404 - 1427 ھ)۔381/2۔

Al-Mawsūah al-Fiqhiyyah al-Kuwaityyah, Wizārah al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islamiyyah, Kuwait -Parts 1 - 23: Second Edition,(Kuwait,Dār Al-Salāsil - Edition: from 1404 - 1427 AH) 2/381

[8] ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (المتوفی: 449ھ) **شرح صحیح البخاری لابن بطال**،باب عمل المراة فی بیت زوجها،تحقیق: أبو تمیم یاسر بن إبراهیم(الریاض،مکتبة الرشد - السعودیة، الطبعة: الثانیة، 1423ھ - 200م۔)539/7۔

Ibn Baṭṭāl Abu Al-Ḥasan Ali bin Khalaf bin Abdul Malik (deceased: 449 AH) *Sharḥ Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī by Ibn Baṭṭāl,* Bāb aml al-Mar'ah fi Bayt Zawjihā, edited by: Abu Tamīm Yasser bin Ibrahim, (Riyadh,Maktabah -539/7-Al-Rushd - Saudi Arabia, Second Edition, 1423 AH - 2003 AD)

[9] البخاری، **الجامع الصحیح**:ج:٦٧٦

Bukhārī, *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*

[10] **الدر مع الرد**:٥/٢٩٠

Al-Durr: 5/290

[11] **الهندية** ط: دار الفكر۔548/1۔

Al-Hindiyyah, Dar al-Fikr, 1/548

[12] البيهقي ،أحمد بن الحسين ،الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر (المتوفى: 458هـ) **شعب الإيمان**، باب في الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، تحقيق: الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد،أشرف على تحقيقه وتخريج أحاديثه: مختار أحمد الندوي، صاحب الدار السلفية ببومباي (الهند،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهندالطبعة: الأولى، 1423 هـ - 2003 م-)حديث 4881-

Al-Bayhaqī, Aḥmad bin Al-Hussein, Al-Khusrawjerdī Al-Khorāsānī, Abu Bakr (deceased: 458 AH) *Sh'ab al-Īmān*, Bāb fi al-Amānāt, Taḥqīq: Dr. Abdul Ali Abdul Ḥamīd Ḥāmid, Ashrafa alā Taḥqīqihī wa takhrīāḥīj aḥādithhī: Mukhtār Aḥmad Al-Nadawī, Ṣāḥib al-Dār al-Salafiyyah - India, -1423 AH - 2003 AD. Ḥadīth 4881

[13] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، أبو مروان ، الإلبيري القرطبي (المتوفى: 238هـ) أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة،المحقق: عبد المجيد(تركي،دار الغرب الإسلامي،الطبعة: الأولى 1412 هـ - 1992 م)،1/257---266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, Abu Marwān, al-Ilbīrī al-Qlrṭubī (deceased: 238 AH), *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, , Muḥaqqiq: Abd al-Majīd Turkī, Dar al-Gharb al-Islami, first edition, 1412 AH - 1992. (1/257---256)

[14] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 1/257-266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Al-Sulamī, *Abd al-Malik bin Ḥabīb, Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[15] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 1/257----266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[16] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 1/257----266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[17] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 1/257----266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[18] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 1/257----266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[19] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 257/1----266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[20] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 257/1----266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[21] السلمي ،عبد الملك بن حَبِيب ، **أدب النساء الموسوم بكتاب العناية والنهاية**، باب ما جاء في حق الرجل على المرأة ، 257/1----266

Al-Sulamī, Abd al-Malik bin Ḥabīb, *Adab al-Nisā al-Mawsūm bi kitab al-Anāyah wa al-Nihāyah,* bab ma jā'a fi haqq al-Rajul, 1/257---256

[22] ابن رشد، محمد بن أحمد، القرطبي (المتوفى: 595هـ) **بداية المجتهد ونهاية المقتصد** (القاهرة،دار الحديث ، 1425هـ)3/79۔

Ibn Rushd, Muḥammad bin Aḥmad, Al-Qurṭubī (died: 595 AH), *Bidāyah al-Mujtahid wa Nihāyah al-Muqtaṣid,* (Cairo, Dar Al-Ḥadīth, 1425 AH) 3/79

[23] البقرة،2:233

Al-Baqrah 2:233

[24] 1۔ احمد بن حنبل، **المسند**، 2: 246، رقم: 6716

Aḥmad ibn Ḥanbal, *al-Musnad*, 2:246, no. 6716

2- ابو داؤد، **السنن**، كتاب الطلاق، باب من أحق بالولد، 2: 263، رقم: 2276

Abū Dāwūd, *Al-Sunan*, kitab al-Ṭalāq, bāb man aḥaqqa bi al-walad, 2: 263, No. 2276

3۔ حاکم،المستدرک،2:225،رقم:2830

Ḥākim , *al-Mustadrak*, 2:225, no. 2830

4- عبد الرزاق، **المصنف**، 7: 153، رقم: 12596

Abdul Razzāq, *Al-Muṣannaf*, 7: 153, No.: 12596

[25] مرغينانى، **الهداية**، 2: 37

Marginānī, *Al-Hidāyah,* 2:37

[26] شافعى، **الأم**، 8: 235

Shāfa'ī, *al-Umm,* 8:235

[27] ابن قدامة، **المغني**، 7: 613-614

Ibn Qadāmah, *Al-Mughnī,* 7: 613-614

[28] ابن قدامة، **المغني**، 8: 190

Ibn Qadāmah, *Al-Mughnī,* 8: 190

[29] ابن ہمام، **فتح القدیر**، 4: 184

Ibn Hammam, *Fatḥ al-Qadīr*, 4:184

[30] **ایضاً**

Ibid.

[31] 1۔ عبد الرزاق، **المصنف**، 7: 155، رقم: 12602

Abdul Razzāq, *Al-Muṣannaf*, 7: 155, No.: 12602

2- بیہقی، **السنن الکبری**، 8: 5، رقم: 15544

Bayhqī, *al-Sunan al-Kubrā*, 8:5, no. 15544

[32] 1۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصلح، باب کیف یکتب ہذا ما صالح فلان بن فلاں و ان لم یتسبہ الی قبیلۃ اول نسبہ، 2: 960، رقم: 2552

Al-Bukhārī, *Al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ṣulḥ, bab kayfa yaktub haḍha ma ṣāliḥ.. 2: 960, Number: 2552

2- بخاری، **الصحیح**، کتاب المغازی باب عمرۃ القضائ، 4: 1551، رقم: 4005

Al-Bukhārī, *Al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Maghāzī, bab Umrah al-Qaḍā, 4:1551, no. 4005

3۔ ابوداؤد، **السنن**، کتاب الطلاق ، باب من أحق بالولد، 2: 284، رقم: 2280

Abu Dāwūd, *Al-Sunan*, bab al-Ṭalāq, bāb man aḥaqqa bi al-walad, 2: 284, No. 2280

4۔ نسائی، **السنن الکبریٰ**، 5: 127، 168، رقم: 8456، 8578

Nisā'ī, *al-Sunan al-Kubrā,* 5:127, 168, no. 8456, 8578

5- بیہقی، **السنن الکبری**، 8: 5،6

Bayhqī, *al-Sunan al-Kubrā,* 8:5,6

6- مقدسی، **الأحادیث المختارہ**، 2: 392،393، رقم: 779

Al-Maqdasī, *al-aḥādīth al-Mukhtarah*, 2:392, 393, no. 779